Friday The 10th کی پیشگوئی عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی۔ مولوی ظہور حسین صاحب مجاہد روس کا ذکر خیر

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳؍ فروری ۱۹۹۰ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

گزشتہ سال ایک خطبے میں میں نے دیوار برلن کے گرنے کا ذکر کیا تھا اور یہ بتایا تھا کہ اس صدی کے اہم ترین واقعات میں سے ایک یہ واقعہ ہے اور بلاشبہ سال ۱۹۸۹ء میں ہونے والے تمام واقعات میں سب سے زیادہ اہم یہ واقعہ تھا۔ چنانچہ تمام دنیا کے اخبارات میں اس روز یعنی دوسرے روز جب یہ واقعہ ہوا ہے رات کو واقعہ ہوا صبح دوسرے دن یہی شہ سرخیاں لگیں اور سب سے زیادہ اہم اس بات کو قرار دیا گیا کہ دیوار برلن گر گئی ہے۔

اس سلسلے میں مجھے چند دن ہوئے اسلام آباد سے نصیر احمد صاحب طارق کی ایک چھٹی موصول ہوئی جس میں انہوں نے بعض ایسی باتوں کی طرف میری توجہ مبذول کروائی جن کی طرف پہلے میرا خیال نہیں گیا تھا۔ چنانچہ ان کا خط پڑھ کر میں نے اس پر پوری تحقیق کروائی تو معلوم ہوا کہ جو باتیں انہوں نے لکھی تھیں وہ بالکل درست ہیں۔ اس دن جس دن یہ دیوار گرائی گئی ہے، سورج غروب ہو چکا تھا اور اگلے دن کی رات پڑ چکی تھی۔ اسلامی حساب سے گویا دن کی تاریخ سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ختم تھی اور ایک نئے دن کی رات طلوع ہوئی تھی۔ جہاں تک انگریزی کیلنڈر کا تعلق ہے، نیا دن رات کے بارہ بجے شروع ہوا اور پھر وہ اگلے دن رات کے بارہ بجے تک جاری رہا۔ قابلِ توجہ

بات یہ ہے کہ وہ دس تاریخ تھی اور جمعہ کا دن تھا اور جتنے اخبارات میں دنیا میں یہ خبریں شائع ہوئیں، ان پر Friday the 10th عنوان لگا ہوا تھا Date Line اس کی یہ بنتی تھی اور دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ یہ وہ Friday ہے جب سے خدا تعالیٰ نے کشفاً مجھے یہ واقعہ دکھایا تھا، پہلا Friday ہے جو اسلامی مہینے کے لحاظ سے بھی اور انگریزی مہینے کے لحاظ سے بھی Friday The10th کہلا سکتا ہے اور پوری طرح یہ دونوں تاریخیں ایک دوسرے کے ساتھ منطبق ہوگئی تھیں تو اول تو انگریزی تاریخوں کا اسلامی تاریخوں کے ساتھ منطبق ہو جانا یہ کم کم ہوتا ہے اور پھر یہ اس پر مزید اضافہ کہ صرف تاریخوں کا انطباق نہیں تھا بلکہ جمعہ کے دن یہ انطباق ہوا اور اسی دن یہ حیرت انگیز واقعہ بھی رونما ہوا۔ اس کے متعلق اخبارات نے جو مختلف خبریں لگائی ہیں، یہ اس کی تفصیل میں جانے کا تو وقت نہیں لیکن ایک اخبار وطن Weekly London نے جو بیان کیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگلا دن یعنی دس تاریخ شروع ہونے کے وقت دراصل دیوارِ برلن کے اوپر حملہ ہوا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ۔

"حکومت نے اپنی سرحدیں کھولنے اور اپنے شہریوں کو مغرب کی طرف جانے کی اجازت دے دی اور پھر کیا تھا، شہریوں کا ایک سیلاب آ گیا اور نصف شب کے بعد لوگوں نے دیوارِ برلن پر ہلہ بول دیا"۔

پس نصف شب کے بعد ہلہ بولنا بھی معنی رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسلامی لحاظ سے ہی وہ دس تاریخ شروع نہیں ہوئی تھی بلکہ انگریزی کیلنڈر کے لحاظ سے بھی دیوار برلن پر جب ہلہ بولا گیا ہے تو دس تاریخ شروع ہو چکی تھی۔ اس سلسلہ میں مذہبی نقطۂ نگاہ سے جو اہمیت ہے، اس کے متعلق میں کچھ باتیں آپ کو یاد دلانی چاہتا ہوں جو جماعت احمدیہ کی تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں۔

روس کے متعلق تقریباً سب احمدی جانتے ہیں، بچے بچے کو یہ علم ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ جماعت احمدیہ کو روس میں وہ ریت کے ذروں کی طرح پھیلا دے گا اور ایک رؤیا میں آپ نے روس کے عصا کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے دیکھا اور وہ عصا بھی تھا اور بندوق کی نالیوں کی طرح اس عصا کے اندر نالیاں بھی تھیں۔ یہ پیشگوئیاں جماعت میں عام ہیں یعنی ان کا علم عام ہے اور سب نظریں لگائے بیٹھے رہے کہ کب خدا تعالیٰ ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے آثار ظاہر فرمائے گا۔ اس سلسلے میں حضرت مصلح موعودؓ نے

جماعت کو بار بار تحریک بھی کی ان دنوں میں یعنی انقلاب روس کے بعد شروع کے دس پندرہ سال تک باہر کی دنیا کے لئے روس کے علاقے میں داخل ہونا بہت ہی مشکل تھا۔ بعد ازاں سہولتیں پیدا ہوئیں لیکن پابندیاں بھی جاری رہیں ان دنوں میں تو بہت ہی مشکل کام تھا اور خطرناک کام تھا اس لئے باقاعدہ جماعت کی طرف سے مبلغ تو وہاں بھجوایا نہیں جا سکتا تھا یعنی اجازت لے کر اور ویزا حاصل کر کے لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو یہ توجہ دلائی کہ کچھ ایسے لوگ نکلیں جو روس تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور اس راہ میں قربانیاں دیں۔

اس سلسلے میں جو اہم کردار حضرت مولوی ظہور حسین صاحب نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ادا کیا وہ تاریخ میں دہرانی چاہتا ہوں تا کہ روس کے تعلق میں ابتدائی خدمت کے وہ واقعات بھی آپ کے سامنے آ جائیں اور اس مجاہد اول مولوی ظہور حسین صاحب کے لئے اور ان کے لئے جو ان کے ساتھ شامل ہوئے تھے دعا کی بھی تحریک ہو۔ انہوں نے روس سے واپس آنے کے بعد کچھ عرصہ تو ایسی حالت میں گزارا کہ ان کو اپنے دماغ پر کوئی کنٹرول نہیں تھا۔ اتنا شدید ان کو وہاں عذاب دیا گیا ایسی ایسی تکلیفیں دی گئیں کہ اس کے نتیجے میں وہ اپنے حواس کھو بیٹھے تھے۔ جب ان کو ترکی کی سرحد سے پار باہر پھینک دیا گیا تو اتفاق سے کسی نے اندازہ لگا کر کہ یہ ہندوستانی ہے، ان کو British Embassy میں پہنچا دیا اور چونکہ وہ پاگل پن کی حالت میں بھی ''قادیان قادیان'' بار بار کہتے تھے اس لئے کسی برٹش آفیسر کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ ہندوستان کے شہر قادیان کا رہنے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے جماعت سے تعلق قائم کیا اور پھر ان کو وہاں بھجوا دیا گیا۔ یہ وقتی دور جو بدحواسی کا تھا یہ زیادہ لمبا عرصہ نہیں چلا لیکن وہ جو تعذیب کے نشانات تھے وہ ساری عمر بدن پر قائم رہے اور جو ہم نے بھی بچپن میں بارہا وہ دیکھے۔ سارے جسم پر جھلسنے کے اور تکلیفوں کے آثار باقی رہے تھے۔ مولوی ظہور حسین صاحب نے بعد میں ایک بہت لمبا عرصہ جماعت احمدیہ کی مختلف حیثیتوں سے خدمت کی اور ایک کتاب ''آپ بیتی'' کے نام سے شائع کی جس میں مختصراً روس کے واقعات کا ذکر ہے۔

اس کتاب سے پتا چلتا ہے کہ جولائی ۱۹۲۴ء میں آپ دو دیگر مبلغین محمد امین خاں صاحب اور صاحبزادہ عبدالمجید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ روس کے سفر پر روانہ ہوئے۔ عبدالمجید صاحب کو تو رستے میں ایران میں ٹھہر جانا تھا کیونکہ وہ

ایران کے لئے مبلغ مقرر ہوئے تھے اور محمد امین خان صاحب اور مولوی ظہور حسین صاحب کے سپرد یہ کام تھا کہ یہ غیر قانونی طور پر، جس طرح بھی بس چلے ایران کی طرف سے روسی سرحد پار کر کے روس میں داخل ہو جائیں۔ مولوی ظہور حسین صاحب مشہد میں بیمار ہو گئے اور وہاں رکنا پڑا۔ مولوی محمد امین صاحب کچھ انتظار کے بعد اکیلے ہی سفر پر روانہ ہو گئے اور بخیریت بخارا پہنچ گئے۔ یہ وہی محمد امین خان صاحب ہیں جن کے ایک صاحبزادے بشیر احمد خان صاحب انگلستان کی جماعت کے فرد ہیں اور غالباً برمنگھم میں رہائش رکھتے ہیں۔

مولوی ظہور حسین صاحب بعد میں جب اکیلے روس میں داخل ہوئے تو وہ بھی دس تاریخ تھی اور یہ دس دسمبر کا دن تھا۔ آپ آرتھاک (Qrthak) پہنچے لیکن جب آپ بخارا جانے کے لئے (یہاں طے ہوا تھا کہ یہ اور محمد امین خاں صاحب ملیں گے) ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو وہاں آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بعد پھر ایک لمبا دور آپ کو اذیتیں دینے کا شروع ہوا۔ اسی حالت میں جب آپ قید تھے (چونکہ آپ کو رشین زبان نہیں آتی تھی، کوئی ساتھیوں سے رابطہ نہیں تھا) تو آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ظہور حسین! آپ جیل میں تبلیغ نہیں کرتے۔ اس رویا سے وہ خدائی منشاء سمجھ گئے اور اپنے ساتھیوں سے روسی زبان سیکھنی شروع کر دی اور چونکہ کچھ مسلمان قیدی بھی ساتھ تھے اس لئے ان سے زبان بھی سیکھی اور ان کو تبلیغ بھی شروع کی۔ چنانچہ سب سے پہلا روس میں جو احمدی ہوا ہے وہ جیل میں ہوا ہے اور اس طرح سنت یوسفی دہرائی گئی۔ مولوی صاحب کو نمازوں میں منہمک دیکھتے اور جس طرح ان کی طبیعت میں غیر معمولی رقت پائی جاتی تھی (یہ انہوں نے کتاب میں تو ذکر نہیں کیا لیکن ہم جو بچپن سے ان کو جانتے ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ وہ بہت ہی رقیق القلب تھے اور جلد جذباتی ہو جایا کرتے تھے تو نمازوں میں بھی ان کی یہی کیفیت ہوا کرتی تھی) اس کا اور ان کی تلاوت کا ان کے ساتھیوں پر گہرا اثر ہوا اور اسی کے نتیجے میں ان کو زیادہ دلچسپی پیدا ہوئی۔ ان کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ روس میں وہ شخص جو سب سے پہلے احمدی مسلمان ہوا ہے وہ عبداللہ خان تھا۔ یہ عبداللہ خان تاشقند کا رہنے والا تھا اور اپنے علاقے کا بہت بڑا اور بارسوخ انسان تھا۔ عبداللہ خان کے ذریعے پھر اور قیدیوں میں بھی احمدیت میں دلچسپی پیدا ہوئی اور کئی اور قیدیوں نے ان کی معرفت پھر بیعتیں کیں۔

یہ واقعہ آپ جانتے ہیں ۱۹۲۴ء کا ہے۔ اس کے بعد مولوی ظہور حسین صاحب کے ساتھ مرکز کا بھی رابطہ کچھ عرصہ کٹا رہا۔ پھر جب وہ واپس آئے تو اس وقت اتنی ہوش نہیں تھی کہ بتائیں کہاں کہاں احمدی ہیں اور ان سے کس طرح رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے چنانچہ رابطہ بالکل کٹ گیا اور رابطہ کٹنے کے باوجود مولوی ظہور حسین صاحب ہمیشہ اس بات پر مصر رہے اور اس بات کے قائل رہے کہ وہاں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں جو قائم ہیں اور پھیل بھی رہی ہوں گی لیکن ہمیں ان کی تفاصیل کا کوئی علم نہیں تھا۔ سب سے پہلے جب مجھے روس میں جماعت احمدیہ کے متعلق جو علم ہوا ہے وہ ایک روسی انسائیکلو پیڈیا کے مطالعہ سے ہوا جو انگلستان سے غالباً بشیر احمد صاحب رفیق نے یا کسی نے معلوم کر کے مجھے مطلع کیا کہ یہاں ایک روسی انسائیکلو پیڈیا شائع ہوا ہے جس میں جماعت احمدیہ کے اوپر ایک روسی سکالر نے مقالہ لکھا ہے اور اس مقالے میں احمدیت کے متعلق کئی قسم کی باتیں درج ہیں۔ چنانچہ میں نے تحقیق کر کے اس مقالے کو حاصل کیا اور اسی کے انگریزی اور اردو میں تراجم کروائے اور ان تراجم سے بعض بہت دلچسپ باتیں سامنے آئیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ روسی مقالہ نگار نے بڑی تحدی کے ساتھ یہ لکھا کہ روس میں بھی احمدیہ جماعتیں موجود ہیں لیکن ان کا تعلق اپنے مرکز سے کٹ چکا ہے اور اس کی وجہ مقالہ نگار نے یہ بیان کی کہ ان کو غالباً اپنے مرکز سے یہ ہدایت ہے کہ روس میں رہتے ہوئے ہم سے تعلق نہ رکھو۔ یہ بات تو غلط ہے۔ غالباً انہوں نے اس بات کو چھپانے کے لئے یعنی اس پر پردہ ڈالنے کے لئے کہ روس نے مذہبی جماعتوں کو بیرونی دنیا سے تعلق رکھنے پر روکیں عائد کر رکھی ہیں یہ ایک بہانہ تراشا اور باوجود اس کے کہ یہ تسلیم کیا کہ جماعتیں موجود ہیں لیکن یہ بات غلط کہہ دی کہ مرکز نے گویا جماعتوں کو ہدایت دے رکھی ہے کہ ہم سے رابطہ نہ کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ ان سے رابطہ کیسے ہونا تھا اور خدا کی تقدیر میں کیا مقدر تھا۔ اس بات کو بیان کرنے کے لئے آپ کو میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک رؤیا بتاتا ہوں۔

اس رؤیا میں حضرت مصلح موعودؓ یہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے ملک میں حالات خطرناک ہو چکے ہیں اس قسم کے ہو گئے ہیں کہ مجھے وہاں سے ہجرت کرنی پڑ رہی ہے اور اس ہجرت کے دوران میری گود میں میرا ایک بچہ ہے جس کا نام طاہر احمد ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بچہ ساتھ نہیں۔ اس ہجرت کے دوران میں ایک نئے ملک میں پہنچتا ہوں اور اس ملک میں داخل ہو کر میں

ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کون سا ملک ہے تو بتاتے ہیں کہ روس ہے اور جب میں ان لوگوں سے گفتگو کرتا ہوں اور ان کے متعلق پوچھتا ہوں کہ وہ کون لوگ ہیں تو ایک آدمی ہلکی آواز میں احتیاط کی طرف متوجہ کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ اونچا نہ بولیں ہم احمدی ہیں اور یہ سارا گاؤں اور اس علاقے میں جو لوگ ہیں یہ سب احمدی ہیں۔ لیکن ہم حالات کی مجبوری سے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے ہیں یہ رویا اسی بات پر ختم ہو گیا۔

اب یہ کوئی اتفاقی بات نہیں تھی کہ روس کا تعلق دوبارہ جماعت احمدیہ سے قائم ہونا میرے زمانے میں ہو یہ سارے مقدر کے فیصلے تھے جن کے آپس میں ٹانکے ملے ہوئے ہیں اور پھر مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے Friday the 10th دکھایا اور Friday the 10th کو وہ حیرت انگیز انقلاب برپا ہوئے جن کی روشنی میں روس میں اسلام کے داخل ہونے یا جماعت احمدیہ کے ذریعے اسلام کے داخل ہونے کے نئے دروازے کھلیں اور نئے امکانات روشن ہوں اور یہ بھی عجیب بات ہے اور کوئی اتفاق نہیں بلکہ مقدر تھا کہ جماعت احمدیہ کے خلفاء میں سے صرف میں ہوں جس کے ساتھ متعدد روسی مسلمان علماء اور صاحب دانش لوگوں نے ذاتی رابطہ قائم کیا ہے اور اس کے علاوہ ایک بھی خلیفہ اس سے پہلے نہیں گزرا جس کا کسی روسی راہنما سے ذاتی رابطہ ہوا ہو ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں، متعدد رابطے ہوئے اور ایسے رابطے ہوئے جن میں ہماری طرف سے کسی کوشش کا دخل نہیں۔ خدا تعالیٰ نے خود اس کے سامان پیدا فرما دیئے اور جس طرح وہ سامان پیدا ہوئے ہیں، ان میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نہ ہماری کوشش کا دخل تھا نہ اتفاقات تھے بلکہ خدا کی واضح تقدیر ان میں کارفرما دکھائی دیتی ہے۔

پہلے روسی عالم جو عالمی شہرت رکھتے ہیں جن کی مجھ سے ملاقات ہوئی، وہ الحاج عبداللہ یُف (Abdullayev) تھے۔ جس دن ان سے ملاقات ہوئی، اس کے دوسرے یا دو تین دن بعد جمعہ تھا اور میں نے جمعہ میں بیان بھی کیا تھا کہ روس کے ایک بہت ہی مقتدر مسلمان تشریف لائے تھے اور ان سے ملاقات ہوئی تھی اور اس کے بعد داغستان کے علاقے کے مسلمان راہنما بھی ملے اور آذربائیجان کے علاقے کے مسلمان راہنما بھی ملے اور اس کے علاوہ بھی متعدد ایسے اہم لوگ جو کانفرنسز میں یہاں تشریف لاتے رہے آکے مجھ سے ملتے رہے اور پھر بیلا روس (Byelorussia) کے مسلمان راہنماؤں میں سے ایک نے بذریعہ خط رابطہ کیا اور انہوں نے یہ بتایا کہ ان کو کسی ذریعے سے جماعت احمدیہ کا وہ کتابچہ جس

میں قرآن کریم کی منتخب آیات کا روسی ترجمہ ہے ان تک پہنچا اور ان کو اس کے مطالعہ سے بے حد خوشی ہوئی کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ اس سے بہتر روسی زبان میں کبھی قرآن کریم کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ تو یہ جو سب رابطے پیدا ہوئے ہیں یہ سارے ایک ہی مضمون کی کڑیاں ہیں اس لئے اگر کسی کے ذہن میں یہ وہم ہو کہ Friday the 10th کا اس دن پر اطلاق پانا کوئی اتفاقی حادثہ ہے تو اس سے سارے مضمون کو سننے کے بعد کوئی بہت ہی متعصب ہوگا یا طفلانہ خیال کا حامل ہوگا جو یہ اصرار کرے کہ یہ اتفاقی حادثہ تھا۔ اس دن اسلامی مہینے کا انگریزی مہینے کے ساتھ انطباق، اس دن جمعہ کا دن ہونا، اس دن اس انقلابی سال کا سب سے بڑا انقلابی دن ہونا جس کے متعلق ساری دنیا نے کہا کہ یہ سال ایک غیر معمولی حیثیت کا حامل سال ہے اور تمام دوسرے اپنے اردگرد کے سالوں سے بہت ہی زیادہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور پھر اس دن کا اس سال میں سے بھی چوٹی کی طرح ابھر آنا اور غیر معمولی حیثیت اختیار کر جانا اور اس سے پہلے حضرت مصلح موعودؓ کا یہ رؤیا جس کی تعبیر ظاہر ہے کہ ہجرت کا مجھے موقعہ ملے گا اور اس ہجرت کے دوران روس سے رابطہ ہوگا اور پھر ساری خلافتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایک ہی خلیفہ کا روس کے ساتھ رابطہ ہونا اگر یہ سارے اتفاقات ہیں تو پھر نظم وضبط کے ذریعے واقعات کا ترتیب پانا کچھ اور ہی معنی رکھتا ہوگا۔ درحقیقت یہ ظاہر طور پر تقدیر ہے جس نے باقاعدہ ان واقعات کو منضبط کیا ہے اور ایک باقاعدہ ترتیب دی ہے اور تعلق جوڑے ہیں۔

پس اس پس منظر کو بیان کرتے ہوئے جہاں میں **آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر حرکت میں آچکی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے پورے ہونے کے دن قریب آرہے ہیں،** وہاں ان کی ذمہ داریاں دوبارہ یاد کراتا ہوں کہ ان قوموں سے جو روس کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہیں اسلامی رابطے قائم کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ ایک سو قومیں ہیں جو صرف روس میں ہیں، اس کے علاوہ روس کے ماحول میں جو روس کے سیٹلائیٹس کہلاتے تھے، ان میں بھی مختلف زبانیں بولنے والی قومیں ہیں۔ ابھی ہم نے اگرچہ چند زبانوں میں اسلامی لٹریچر کے ترجمے کئے ہیں لیکن وہ انتخاب ایسا ہے کہ شاذ ہی کوئی مشرقی بلاک کا ملک ہو جس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ لٹریچر سمجھا نہ جاسکتا ہو۔ ایک دو زبانیں جو پیچھے رہ گئی تھیں ان میں بھی اب تراجم ہو رہے ہیں۔ جہاں پہلے صرف انتخابات شائع ہوئے تھے وہاں اب پورے قرآن کریم

کے تراجم کا انتظام ہو رہا ہے۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اگلے چند سال کے اندر اندر پورے قرآن کریم کے تراجم کی تعداد ایک سو تک پہنچ جائے گی اور اگلے چند مہینے کے اندر انشاء اللہ پچاس سے تجاوز کر جائے گی۔ پس جہاں تک تیاری کا تعلق ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود بخود کروائی ہے اور اس کا پاکستان سے میری ہجرت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ‌ ۚ (البقرہ:۲۱۷) سنو! بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ تمہیں ایک چیز بری دکھائی دیتی ہے تکلیف دہ معلوم ہوتی ہے وَّهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ لیکن وہ تمہارے لئے بہتری رکھتی ہے تمہارے لئے اس میں بھلائی پائی جاتی ہے۔ اب آپ غور کر کے دیکھیں اگر پاکستان میں ہی میرا قیام رہتا ہے اور وہیں فعال مرکز رہتا تو اس صورت میں پچاس سال میں بھی ہمیں وہ توفیق نہیں مل سکتی تھی جو میرے باہر آنے کے نتیجے میں ہمیں ملی اور اس طرح دنیا کی بہت سی اہم زبانوں میں بلکہ اکثر اہم زبانوں میں نہ صرف قرآن کریم کے تراجم کرنے کی توفیق ملی بلکہ اور اسلامی لٹریچر تیار کرنے کی توفیق بھی ملی جس پر کام بڑی تیزی کے ساتھ جاری ہے۔

پس جماعت احمدیہ کو یہ پکا ہوا پھل ملا ہے اور بہت سے پکے ہوئے پھل ابھی درخت پر پڑے ہیں شاخوں سے لٹک رہے ہیں ان کے لئے آپ کو کچھ تھوڑی سی محنت تو کرنی پڑے گی درخت کو ہچکولے تو دینے ہوں گے۔ یہ خیال کہ لیٹے رہیں اور بیٹھے رہیں اور پاس پڑا ہوا بیر کوئی اور اٹھا کے آپ کے منہ میں ڈال جائے یہ تو افیمیوں والا خیال ہے۔ ہم تو دنیا کو افیم سے نجات دینے والے ہیں نہ کہ خود افیمی بننے والے ہیں اس لئے اس جہت میں مزید حرکت کریں۔ آپ میں سے ہر ایک جو بھی توفیق پاتا ہو اس توفیق کے مطابق ان قوموں سے اپنے تعلقات بڑھائے اور رابطے قائم کرے۔ جرمنی سے بعض احمدی نوجوانوں کو توفیق مل رہی ہے۔ وہ مجھے خط لکھتے رہتے ہیں اور پتا چلتا ہے۔ مثلاً ہمارے سندھ کے ایک دوست منور خالد صاحب وہاں جرمن زبان بھی سیکھ رہے ہیں اور ساتھ روسی زبان بھی سیکھتے ہیں یا روسیوں سے تعلقات بہر حال ضرور ہیں۔ زبان کا مجھے یاد نہیں رہا کہ انہوں نے ذکر کیا تھا کہ نہیں مگر ان کی دعوت وغیرہ کرتے رہتے ہیں۔ ان سے ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ پھر دونوں اپنی جتنی بھی جرمن ان کو آتی ہے اس میں مذہبی تبادلہ خیالات کرتے ہیں اور ان کی رپورٹوں سے پتا چلتا ہے کہ بہت تیزی کے ساتھ اور بڑی گہری دلچسپی لی جارہی ہے اور جہاں جہاں بھی

احمدیت کا پیغام پہنچتا ہے وہاں مشرقی یورپ کی قومیں فوراً متوجہ ہوتی ہیں اور جب ان کو فرق معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا آرتھوڈاکس (Ortho Dox) اسلام سے یعنی وہ اسلام جو ازمنۂ وسطی سے تعلق رکھتا ہے، کیا فرق ہے تو ان کی دلچسپی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔تو جرمنی میں تو رابطے ہورہے ہیں۔ باقی دنیا میں بھی روسی اور دیگر مشرقی دنیا کے لوگ موجود ہیں۔ان سے جو احمدی بھی اپنے رابطے قائم کرسکتا ہے اور بڑھا سکتا ہے اور پھر ذاتی تعلقات اور حسن واحسان کے ذریعے ان پر نیک اثر قائم کرسکتا ہے، اس کو ضرور کرنا چاہئے اور اس ضمن میں اگر لٹریچر چاہئے تو دنیا کی ہر جماعت میں ایسا لٹریچر موجود ہے اور اگر نہیں تو ان کا کام ہے کہ مرکز سے رابطہ کر کے وہ لٹریچر حاصل کریں۔

اس سلسلے میں آخری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کو اس کام میں خصوصیت کے ساتھ دلچسپی لینی چاہئے۔ میں نے اپنے ایک گزشتہ خطبے میں یہ بتایا تھا کہ ہم نے جو لٹریچر شائع کیا ہے وہ الماریوں یا صندوقوں کی زینت بنانے کے لئے نہیں بلکہ تقسیم کے لئے کیا ہے اور ساری دنیا کی جماعتوں کو ہدایت دی تھی کہ وہ جائزہ لیں کہ ان کے ملکوں میں کون کون سی غیر قومیں آباد ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں کئی ملکوں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رپورٹیں مل رہی ہیں اور بہت سے امراء بڑی توجہ کے ساتھ اس ہدایت کی تعمیل میں جائزے لے کر پھر مجھے رپورٹیں بھجوا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر امراء اس خصوصی کام کو یعنی مشرقی یورپ کی قوموں سے تعلق قائم کرنا اور ان میں احمدیہ لٹریچر تقسیم کرنا، اس کام کو اگر وہ ذیلی تنظیموں سے لیں تو ان کو بھی سہولت ہو جائے گی اور ذیلی تنظیمیں غالباً بہتر رنگ میں یہ کام کرسکیں گی۔ایک امیر کے لئے کام لینے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ایک تو وہ جماعت کو عمومی ہدایت دے دے اور اس شعبے کے سیکرٹری کو مقرر کر دے کہ تم ان سے رابطے کرو۔اس طریق پر سب کام چلتے ہیں لیکن ان کاموں میں ذرا نرمی پائی جاتی ہے۔ رفتار ذرا کم ہوتی ہے اور جسے انگریزی میں Casual کہا جاتا ہے۔آرام آرام سے لوگ بات کو لیتے ہیں اور اتنی زیادہ اہمیت بھی نہیں دیتے بعض دیتے بھی ہیں لیکن بالعموم کچھ لوگوں کو توفیق مل جاتی ہے لیکن ذیلی تنظیموں کے سپرد اگر خصوصی کام کیا جائے تو نسبتاً زیادہ افراد زیادہ ذمہ داری کے ساتھ اور مہم کی صورت میں کام کرتے ہیں۔نئی تبدیلیاں جو ذیلی تنظیموں میں کی گئی ہیں ان میں ایک یہ بھی مقصد تھا کہ اس سے پہلے جو بعض مصلحتوں کی وجہ سے امارتوں سے ذیلی تنظیموں کو بالکل الگ کر دیا گیا تھا، ان

کو دوبارہ امارتوں کے ساتھ مانوس کیا جائے اور تنظیم کے لحاظ سے اگر سو فیصدی ماتحت نہ بھی کیا جائے تو ان کے روابط ایسے ہو جائیں کہ امراء ان کو اپنا دست و باز و سمجھتے ہوئے ان سے بے تکلفی کے ساتھ اور اپنائیت کے ساتھ کام لیا کریں۔

ایک امیر کا یہ حق ہے کہ ساری جماعت کو حکم دے اور اس حکم کے مقابل پر اگر خدام، انصار یا لجنات نے اگر کوئی حکم دیا ہو تو وہ کوئی حیثیت نہیں رکھے گا خود بخود گر جائے گا۔ پس اس طریق سے امیر حاوی تو ہے ہی لیکن میں اور رنگ میں بات کر رہا ہوں۔ امیر کو اس سے پہلے یہ اجازت نہیں تھی کہ وہ تنظیموں کو بحیثیت تنظیمیں کسی کام پر مامور کرے، لجنہ کو کہے کہ میں تمہارے سپرد یہ کام کرتا ہوں۔ خدام کو کہے کہ میں تمہارے سپرد یہ کام کرتا ہوں علی ہذا القیاس۔ لیکن خلیفۂ وقت یہ کام کر سکتا ہے۔ وہ تمام تنظیموں کو یہ حکم دے سکتا ہے کہ تم امیر سے رابطہ کرو اور اپنی خدمات پیش کرو اور امیران خدمات سے استفادہ کرے صدران کو بلائے ان کے ساتھ میٹنگ رکھے اور ان سے کہے کہ تم میرے ساتھ مل بیٹھ کر اب اس کام کو مرتب کرو اور ایک ایسا لائحہ عمل بناؤ جس میں تینوں تنظیمیں اس رنگ میں کام کریں کہ ایک دوسرے کے کام میں مداخلت نہ کرنے والی ہوں یا تصادم نہ کرنے والی ہوں اور اپنے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اس طرح کام کریں کہ تمام وہ میدان جس میں کام کرنا مقصود ہے ان میں کوئی خلاء باقی نہ رہیں بلکہ تمام میدان میں ہر پہلو سے کام شروع ہو جائے۔ اس ہدایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے تمام دنیا میں امراء کو چاہئے کہ وہ ذیلی تنظیموں سے رابطہ کریں اور ذیلی تنظیموں کو چاہئے کہ پہل کرتے ہوئے اپنی خدمات فوری طور پر امراء کے سپرد کریں اور ان سے کہیں کہ جو لٹریچر جماعت احمدیہ نے گزشتہ چند سالوں میں مختلف زبانوں میں شائع کیا ہے، اس لٹریچر کی تقسیم کے سلسلے میں آپ جس قسم کا پروگرام ہمارے لئے بناتے ہیں ہم اس پر پوری طرح بشاشت کے ساتھ اور پوری تندہی کے ساتھ عمل کریں گے اور پھر اس کی رپورٹیں ذیلی تنظیموں کی طرف سے مجھے ملنی شروع ہوں جس کی نقل امیر کو آئے اور باقی باتوں میں وہ اسی طرح پہلے کی طرح کام کرتے رہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں بہت سے باہر بسنے والے روسیوں کے ساتھ یا مشرقی جرمنوں کے ساتھ، چیکوسلوا کین کے ساتھ یا دوسری قوموں کے ساتھ ہمارے روابط پیدا ہو جائیں گے اور اب تک جو ہوئے ہیں وہ بہت ہی امید افزاء ہیں۔

ایک یوروپین ملک کے Cultural Attachi مجھ سے ملنے آئے اور جب ان کو جماعت احمدیہ کا لٹریچر ان کی زبان میں پہنچایا گیا تو وہ اتنا Excite ہو گئے، اتنا ان کی طبیعت میں ہیجان پیدا ہوا کہ دراصل اسی وجہ سے وہ ملنے آئے تھے اور ملنے کے بعد انہوں نے کہا کہ میں اس بات پر مجاز ہوں، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں اپنے ملک کے دروازے آپ پر کھولتا ہوں۔ ایسا عظیم الشان لٹریچر ہے کہ اسے جلد لے کر ہمارے ملک میں پہنچیں۔ ہمارے ملک کے مسلمان بھی اور غیر بھی اس کے منتظر ہیں۔ وہ حیران رہ گیا یہ دیکھ کر کہ ایسا اسلامی فرقہ بھی دنیا میں موجود ہے جو اسلام کے نام پر جبر کا قائل نہیں اور اسلام کے نام پر محض محبت سے پیغام پہنچانے کے نظریے پر زور دیتا ہے اور جماعت احمدیہ کی دیگر امتیازی تعلیمات جب اس کو معلوم ہوئیں تو اس نے کہا کہ ہم تو بے وجہ اسلام سے خوف کھا رہے تھے یہ تو بہت ہی پیارا مذہب ہے اور آپ کے آنے سے دوسرے مسلمانوں کی بھی تربیت ہوگی۔ ان کو بھی پتا چلے گا کہ اسلام ہے کیا؟ تو میں آپ کو تجربے سے بتا رہا ہوں یہ کوئی اندازے نہیں ہیں تخمینے نہیں ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مشرقی بلاک کے ممالک کو اسلام کو قبول کرنے کے لئے تیار کر دیا ہے۔ بہت سے سینوں کے داغ دھوئے جا چکے ہیں بہت سی غلط فہمیوں اور کج رویوں کے نشان مٹ چکے ہیں اور اب وہ صاف اور کھلے دل کے ساتھ ایک نئی روشنی کے منتظر اور متلاشی ہیں اور بلاشبہ احمدیت ہی وہ روشنی ہے یعنی حقیقی اسلام جو ان کے دلوں کو مطمئن کر سکتی ہے۔ اس کے سوا اسلام کی سب تفسیریں جو دوسرے مسلمان فرقوں کے ذریعے ان تک پہنچ سکتی ہیں وہ ان کے مزاج کے مطابق نہیں رہیں ان کے مزاج میں روشنی آ چکی ہے، ان کے مزاج میں عقل و دانش کے ساتھ چیز کو پرکھنا داخل ہو چکا ہے اس لئے اب وہ بنی بنائی ایسی تعلیمات جن پر غور و فکر کے نتیجہ میں ان تعلیمات پر ایمان نہ رہے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں رہے۔

اسلام ایک ایسی تعلیم ہے۔ جس پر جتنا غور کریں ایمان بڑھتا ہے اور اس رنگ میں اسلام کی حقیقی تعلیم احمدیت کے سوا کم دوسروں کے پاس ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے مسلمان فرقوں میں بھی بہت سی باتوں میں اسلام کا نور اس شکل میں موجود ہے کہ وہ دوسرے دلوں کو مطمئن کر سکتا ہے۔ یعنی احمدیت اسلام کی ان معنوں میں Monoply اختیار نہیں کر سکتی کہ گویا ساری سچائی احمدیت کے پاس ہے اور باقی سب کے پاس جھوٹ ہی جھوٹ ہے یہ طرز عمل جھوٹ ہے اور احمدیت

سچائی کی غلام ہے جھوٹ کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں۔لیکن جن معنوں میں میں آپ پر بات واضح کر رہا ہوں اس کو غور سے سمجھ لیجئے تا کہ کہیں غلط دعویٰ نہ کر بیٹھیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ احمدیت کے سوا اسلام کے دوسرے فرقوں میں سچائی نہیں ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بہت سے ایسے اہم امور ہیں۔جن میں احمدیت کے سوا دوسرے فرقوں نے اسلام کی ایسی تصویر بنالی ہے جس کو آج کا دانشور آج کے زمانہ کی پیداوار جس نے سائنس کی روشنی میں آنکھیں کھولی ہیں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا۔ بہت سی غلط کہانیوں کو اپنا لیا گیا ہے اور ایمانیات میں داخل کرلیا گیا ہے۔ پس اس پہلو سے احمدیت ہی ہے جو آج کی باشعور دنیا کو اسلام کی ایسی تعلیم دے سکتی ہے جس کے ساتھ جتنا غور کریں محبت بڑھتی چلی جائے گی۔

اس پہلو سے مشرقی یورپ مغربی یورپ کے مقابل پر بہت زیادہ تیار ہے۔ بہت سی ایسی وجوہات ہیں جن کے نتیجہ میں دونوں میں فرق ہے باوجود اس کے کہ وہ دہریہ ہو چکا تھا! باوجود اس کے کہ مذہب سے بہت دور جا چکا تھا ان کے اندر ایک ذہنی صفائی بھی ہے اور دل کی تختیاں بہت سے ایسے تعصّبات سے پاک ہوچکی ہیں جو عیسائیت کے عروج کے زمانہ میں موجود تھے۔ پس اس پہلو سے مغربی یورپ کا اپنے دروازے احمدیت اور اسلام کیلئے کھولنا ایک بہت ہی عظیم الشان واقعہ ہے اور حیرت انگیز اہمیت کا حامل واقعہ ہے اور اس واقعہ کا ہمارے جشن تشکر کے سال میں رونما ہونا۔ یہ بھی کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ ان باتوں پر غور کرتے ہوئے ساری جماعت جہاں اب خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے گی کہ اس نے کس طرح غیب سے ہمارے لئے تقدیریں جاری کی ہوئی تھیں جن کے دھاگے یہاں آکر اکٹھے ہوئے اور اچانک ہمیں ان تقدیروں کے مقاصد معلوم ہوگئے ہیں وہاں ان مقاصد کی پیروی کیلئے بھی اپنے آپ کو تیار کریں اور دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد ہمیں ان بڑھتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرنے کی باحسن توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ

اب چونکہ موسم بدلنا ہے اور گرمیوں کے آثار آرہے ہیں اس لئے سردیوں کا یہ آخری جمعہ ہے جس میں جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کی جائے گی کیونکہ ذہنی طور پر آپ کو بتا دینا چاہئے اس لئے

میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ آئندہ جو جمعہ ہوں گے۔ عصر بعد میں اپنے وقت پر ادا کی جائے گی، مجبوری کے دن اب ختم ہو گئے ہیں اور جہاں تک ممکن ہو مغرب کی دنیا میں رہنے والے احمدیوں کو یہ اہتمام کرنا چاہئے کہ وقت پر نماز ادا ہونی چاہئے۔